احمدیہ
تعلیمی پاکٹ بک

حصہ اوّل

مرتبہ
قاضی محمد نذیر صاحب فاضل

طابع :- سید عبد الحی ایم اے
مطبع :- ضیاء الاسلام پریس ربوہ

ناشر
نظارت اشاعت لٹریچر و تصنیف
صدر انجمن احمدیہ پاکستان
ربوہ

دسمبر ۱۹۷۷ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عرضِ حال

جماعت احمدیہ کی علمی تربیت کے لئے احمدیہ تعلیمی پاکٹ بک حصہ اوّل شائع شدہ ۱۹۶۹ء اور حصہ دوم شائع شدہ ۱۹۷۰ء کو اکٹھا ایک جلد میں شائع کیا جا رہا ہے۔ اس کو مرتب کرنے میں سید عبد الحی صاحب فاضل ایم اے اور مولوی محمد صدیق صاحب امرتسری فاضل نے میرے ساتھ کام کیا تھا۔ اب اس کی کاپیاں قریشی محمد افضل صاحب فاضل نے دیکھی ہیں۔ غلطیوں کی دوسری پڑتال مولوی محمد صدیق صاحب ننگلی فاضل اور مولوی نصیر احمد خان صاحب فاضل اور چوہدری عبد المالک صاحب فاضل نے میرے ساتھ مل کر کی ہے۔ اس کے دوسرے حصہ

میں بَلْ کا لفظ یہودیوں کے اس غلط عقیدہ کی تردید میں ہے کہ مسیح کے صلیب پر مرنے اور ملعون ہو جانے کی وجہ سے مومنوں کی طرح ان کا رفع الی اللہ نہیں ہوا کیونکہ یہود نے گمان کر لیا تھا کہ مسیح در حقیقت ان کے علماء کے فتوے سے مارا گیا ہے اس لیے وہ رفع الی اللہ سے محروم رہ گیا ہے پس خدا تعالیٰ نے مسیح کے مقتول و مصلوب ہونے کی نفی بھی فرما دی اور بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ کہکر یہودیوں کے مزعومہ نتیجہ کی تردید بھی فرما دی کہ وہ ملعون ہو گیا ہے۔

یہودیوں کا یہ اعتقاد نہ تھا کہ جو صلیبی موت سے بچ جائے اسکا جسم آسمان کی طرف اٹھایا جاتا ہے اگر ایسا خیال ہوتا تو پھر بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ کے یہ معنی قرار دینے کا امکان ہوتا کہ خدا نے تو حضرت مسیح کے جسم کو آسمان پر اٹھا لیا ہے۔

پس سیاق آیت اس بات پر روشن دلیل ہے کہ آیت بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ میں مسیح کے جسم کا اللہ تعالیٰ کی طرف اٹھایا جانا مراد نہیں۔

جسمانی رفع اللہ تعالیٰ کی طرف محال ہے

ماسوا اس کے واضح ہے کہ کسی شخص کے جسم کا خدا تعالیٰ کی طرف اٹھایا جانا تو محال ہے کیونکہ اس صورت میں خدا تعالیٰ کو محدود المکان ماننا پڑتا ہے حالانکہ وہ جہات سے پاک ہے اور اس کو کسی جہت میں محصور قرار دینا

اسلامی تعلیم کے خلاف ہے اسلامی تعلیم کی رُو سے تو ہر وقت خدا تعالیٰ انسان کے ساتھ ہوتا ہے بموجب آیت نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ (ق : ۱۷) خدا تعالیٰ اور بندے کے درمیان اس آیت کی روشنی میں کوئی بُعد یا فاصلہ اس لیے تجویز نہیں کیا جا سکتا کہ اللہ تعالیٰ جہاتِ ستّہ سے پاک اور منزہ ہے اور اس کو کسی خاص جہت میں قرار دینا عقیدۂ کفریہ ہے اور رفع جسمی دو چیزوں میں فاصلے اور سفر طے کرنے کے بغیر متصور نہیں ہو سکتا چونکہ بموجب تعلیم اسلامی حضرت مسیح اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی فاصلہ اور بُعد تجویز نہیں کیا جا سکتا اس لیے حضرت مسیح کا اللہ تعالیٰ کی طرف رفع جسمی مستلزم محال ہونے کی وجہ سے محال ہے کیونکہ رفع جسمی خدا تعالیٰ کے ذو جہت ہونے کو چاہتا ہے اور خدا کا ذو جہت ماننا عقیدۂ کفریہ ہے یہی وجہ ہے کہ محقق علماء نے یہ لکھا ہے:-

(۱) امام فخر الدین رازیؒ لکھتے ہیں:-

"اِعْلَمْ اَنَّ هٰذِهِ الْاٰيَةَ تَدُلُّ عَلٰى اَنَّ الرَّفْعَ "فِيْ رَافِعُكَ اِلَيَّ" هُوَ رَفْعُ الْمَنْقَبَةِ وَالدَّرَجَةِ لَا فِي الْمَكَانِ وَالْجِهَةِ۔"

(تفسیر کبیر للامام فخر الدین الرازی)

یعنی اس بات کو اچھی طرح سمجھ لو کہ حضرت مسیحؑ کو جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے رَافِعُكَ اِلَیَّ اس سے مراد رفع درجہ اور منزلت ہے کسی جہت اور جگہ کی طرف رفع مراد نہیں۔

(۲) **علامہ محمود شلتوت** مرحوم سابق مفتی مصر و رکٹر ازہر یونیورسٹی لکھتے ہیں۔

"ظَاهِرٌ اَنَّ الرَّفْعَ الَّذِیْ بَعْدَ التَّوَفِّیْ هُوَ رَفْعُ الْمَكَانَةِ لَا رَفْعُ الْجَسَدِ۔" (الفتاوی ص ۵۶)

ترجمۃ:۔ "ظاہر ہے کہ رفع جو توفّی کے بعد ہے وہ مرتبہ کا رفع ہے نہ جسم کا رفع"

(۳) **الاستاذ المصطفیٰ المراغی** لکھتے ہیں:۔

"اَلتَّوَفِّیْ هُوَ الْاِمَاتَةُ الْعَادِیَةُ وَاعْلَمْ اَنَّ الرَّفْعَ بَعْدَهٗ لِلرُّوْحِ وَالْمَعْنٰی اِنِّیْ مُمِیْتُكَ وَجَاعِلُكَ بَعْدَ الْمَوْتِ فِیْ مَكَانٍ رَفِیْعٍ عِنْدِیْ۔" (تفسیر مراغی جلد ۳ ص ۱۶۵)

یعنی توفّی مار دینے کو کہتے ہیں اور جان لو رفع اس کے بعد روح کا ہے اور معنی آیت یہ ہیں میں تجھے مارنے والا ہوں اور تجھے موت کے بعد اپنے حضور بلند جگہ دینے والا ہوں۔

(۴) **علامہ رشید رضا** سابق مفتی مصر لکھتے ہیں:۔

"عَلَی الْقَوْلِ بِاَنَّ التَّوَفِّیَ الْاِمَاتَةُ لَا یَظْهَرُ لِلرَّفْعِ مَعْنًی اِلَّا رَفْعُ الرُّوْحِ۔" (تفسیر المنار)

اس بات کی وجہ سے کہ توفّی کے معنی مار دینے کے ہوتے ہیں رفع کے معنی صرف روح کا رفع ہی ہو سکتے ہیں۔

یہ امر بھی واضح رہے کہ جب خدا تعالیٰ الرَّافِع یعنی رفع دینے والا ہو تو اس سے ہمیشہ یہی مراد ہوتی ہے کہ خدا مومنوں کو سعادت عطا فرماتا ہے اور اپنے پیاروں کو اپنے قرب سے نوازتا ہے جیسا کہ لغت کی کتاب لسان العرب میں لکھا ہے:۔

"وَفِیْ اَسْمَآءِ اللّٰهِ تَعَالٰی اَلرَّافِعُ هُوَ الَّذِیْ یَرْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ بِالْاِسْعَادِ وَاَوْلِیَآءَهٗ بِالتَّقْرِیْبِ۔"

یعنی اللہ کے ناموں میں سے ایک نام اَلرَّافِع ہے یہ وہ ذات ہے جو مومنوں کو خوش نصیبی اور اپنے پیاروں کو قرب دینے کے ذریعہ رفع دیتی ہے پس خدا کے مقرب ہونے کے یہ معنی نہیں ہوتے کہ قرب پانے والا کوئی مادی مسافت طے کر کے خدا کے پاس پہنچتا ہے بلکہ اس سے مراد خدا تعالیٰ کے حضور میں درجہ کی بلندی ہوتی ہے لہٰذا کمال رفع کا حصول موت کے بعد ہی ممکن ہوتا ہے گو رفع کے ابتدائی درجے اس

دنیا میں بھی مومنین اور اولیاء کو حاصل ہوتے ہیں۔

حضرت مسیح علیہ السلام کو بھی آیت بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ کے مطابق ان کی شان کے مطابق کامل رفع خدا تعالیٰ کے حضور ان کی وفات کے بعد ہی ہوا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے:۔

اَكْرَمَ اللّٰهُ نَبِيَّهُ اَنْ يُّرِيَهُ مَا يَكْرَهُ فِيْ اُمَّتِهٖ فَرَفَعَهُ اِلَيْهِ وَبَقِيَتِ النِّقْمَةُ (بیہقی بحوالہ کیل الموفی)

کہ خدا تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یوں عزت افزائی فرمائی کہ آپؐ کی موجودگی میں اُمت کے لیے جو باتیں آپؐ کو ناپسند تھیں وہ ظاہر نہیں ہوئیں اور خدا نے آپؐ کو اپنی طرف اٹھا لیا اور موجب عذاب باتیں بعد میں وقوع پذیر ہوئیں۔

اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں وہی الفاظ استعمال ہوئے ہیں جو حضرت مسیحؑ کیلئے آیت بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ میں وارد ہیں۔

حضرت انسؓ کی مراد یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات باعزت رنگ میں ہوئی جس کی وجہ سے حضورؐ نے اپنی شان کے مطابق خدا تعالیٰ کی حضوری حاصل کی۔

ان معنوں میں رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ کے محاورہ کا استعمال اہل سنت واہل تشیع میں معروف ہے۔ چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی کی تصنیف ماثبت بالسنۃ مطبوعہ مطبع مجتبائی ص۹۲ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں لکھا ہے:۔

كَانَ الْحِكْمَةُ فِيْ بَعْثِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِدَايَةَ الْخَلْقِ وَتَتْمِيْمَ مَكَارِمِ الْاَخْلَاقِ وَتَكْمِيْلَ مَبَانِي الدِّيْنِ فَحِيْنَ حَصَلَ هٰذَا الْاَمْرُ وَتَمَّ هٰذَا الْمَقْصُوْدُ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ وَتَوَفَّاهُ اللّٰهُ وَهُوَ ابْنُ ثَلَاثٍ وَسِتِّيْنَ سَنَةً

کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجنے کی حکمت مخلوق کی ہدایت مکارم اخلاق کو پورا کرنا اور دین کی تکمیل تھی جب یہ امر حاصل ہو گیا اور یہ مقصد پورا ہو گیا تو خدا نے آپؐ کو اپنی طرف اٹھا لیا اور آپؐ کو وفات دیدی۔ ۶۳ سال کی عمر میں۔

اسی طرح شیعہ کتب میں روایت ہے:۔

"دَعَا اللّٰهُ نَبِيَّهُ وَرَفَعَهُ اِلَيْهِ"

(الکافی کتاب الروضۃ وتفسیر صافی ص۱۳)

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو بلا لیا اور اسے اپنی طرف اٹھالیا۔

یعنی باعزت وفات دے کر آپؑ کے مدارج کو بلند کیا۔

پس رفع کا کمال مومن کو وفات کے بعد ہی حاصل ہوتا ہے خواہ قبل از وفات بھی اسے خدا تعالیٰ کے حضور میں مقاماتِ رفیعہ حاصل ہوں۔

قرآن کریم کی آیت ءَأَمِنْتُمْ مَّنْ فِي السَّمَآءِ أَنْ يَّخْسِفَ بِكُمُ الْأَرْضَ (الملک) کے پیشِ نظر مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی حضرت مسیح کے متعلق رفع الی اللہ سے مراد تاویلاً رفع الی السماء قرار دیتے ہیں حالانکہ انہیں خود یہ مسلّم ہے کہ خدا تعالیٰ کو کسی جہت میں ماننا کفر ہے اور مَنْ فِي السَّمَآءِ کی تشریح میں لکھتے ہیں:۔

"کہ اس کے لیے جہت فوق ماننا تقاضائے فطرت ہے۔"

جس کے یہ معنی ہوئے کہ حقیقت میں اس کے لیے جہت فوق بھی نہیں۔ مگر فطرت انسانی اس کو استعارۃً اوپر تصور کرتی ہے۔

واضح رہے رفع الی اللہ کی تاویل رفع الی السماء ماننے کی صورت میں بھی رفع کے معنوں میں رفع جسمی مراد نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کا جہت فوق میں ہونا ایک استعارہ ہے نہ کہ حقیقت اور اسم الٰہی الرافع کا تقاضا مراتب میں رفعت دینا ہے نہ کسی

کے جسم کا اٹھانا جیسا کہ قبل ازیں لغت کے حوالہ سے ثابت کیا جا چکا ہے۔

پس حضرت مسیح کی روح کا رفع تو آسمان کی طرف مانا جا سکتا ہے تا اسے اللہ تعالیٰ سے قرب کا وہ مقام حاصل ہو جو پہلے انہیں حاصل نہ تھا یہ رفع الی السماء تو ہر نبی کو حاصل ہوا ہے چنانچہ اسی لیے معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انبیاء کرام کو مختلف آسمانوں میں دیکھا اور بموجب حدیث صحیح بخاری حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی خالہ کے بیٹے حضرت یحییٰؑ کو اکٹھے دوسرے آسمان پر دیکھا جو وہاں برزخی زندگی گزار رہے ہیں اور حضرت موسیٰؑ کو ساتویں آسمان پر دیکھا اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مقام حضرت موسیٰؑ سے بھی آگے بڑھا ہوا مشاہدہ فرمایا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حضرت یحییٰ علیہ السلام کے ساتھ ہونا جو شہید ہو کر دوسرے آسمان پر پہنچے ہوئے تھے اور عالم برزخ کی زندگی گزار رہے تھے خود اس بات کی روشن دلیل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی بعد از وفات [illegible] عالم برزخ [illegible] برزخ کا مشاہدہ انسان [illegible] تو عالم خواب یا کشف میں کرتا ہے یا وفات کے بعد [illegible] عالم برزخ میں انسان کا مادی وجود ساتھ نہیں ہوتا مگر روح کو ایک لطیف روحانی جسم دیا جاتا ہے جس کے ساتھ وہ عالم برزخ کا مشاہدہ کرتا ہے یا خود اس میں پہنچ جاتا ہے۔

حدیث نبوی میں رفع کے ساتھ الی السماء کا لفظ بھی موجود ہے۔ مگر

چونکہ خدا تعالیٰ انسان کو رفع صرف درجات کی بلندی کی صورت میں دیتا ہے اس لیے حدیث نبوی میں رفع الی السماء سے مراد کسی خاص آسمان میں درجہ کی بلندی ہوتا ہے نہ کہ رفع جسم۔ حدیث نبوی کے الفاظ یہ ہیں:-

إِذَا تَوَاضَعَ الْعَبْدُ رَفَعَهُ اللّٰهُ إِلَى السَّمَاءِ
السَّابِعَةِ بِالسِّلْسِلَةِ ۔ (کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۲۵)

جب بندہ (خدا کے حضور) عاجزی اور انکسار کرتا ہے تو
خدا اُسے ساتویں آسمان پر ایک زنجیر کے ساتھ اُٹھا لیتا ہے۔

یعنی تواضع اور انکساری سے سلسلہ وار انسان کو قرب منزلت حاصل ہوتی ہے نہ یہ کہ انکساری کرنے والے کا جسم آسمان کی طرف اٹھایا جاتا ہے۔ انکساری کرنے والا عبد تو بقید حیات رُوح و جسم کے ساتھ انکساری کرتا ہے مگر مراد حدیث میں روحانی رفعت ہی ہے نہ کہ عبد کا کسی آسمان پر جسمانی رفع ہوتا ہے۔

معراج نبوی کی حقیقت

ہماری اس بحث سے ـــــ کہ خدا کی طرف رفع جسمی محالات میں سے ہے کیونکہ اس سے خدا کا ذو جہت ہونا لازم آتا ہے ـــــ یہ بھی ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج بھی مادی جسم کے ساتھ نہ تھا بلکہ ایک لطیف نورانی مثالی جسم کے ساتھ تھا

اور جو نظارے حضورؐ کو دکھائے گئے وہ بھی مثالی جسم کے ساتھ آپؐ کے سامنے پیش ہوئے جیسا کہ دنیا آپؐ کو ایک بڑھیا کی صورت میں دکھائی گئی اور دجلہ و فرات مثالی وجود میں آسمان پر دکھائے گئے اور جنّت و دوزخ کو مثالی وجود میں دکھایا گیا اور بعض روایات کی رُو سے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو آپؐ نے جنّت میں مثالی وجود میں مشاہدہ فرمایا جبکہ بلالؓ خود زندہ زمین پر موجود تھے۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ سیر روحانی ایک مثالی نورانی جسم کے ساتھ تھی اسی لیے شاہ ولی اللہ جیسے علماء محققین نے بھی معراج کے واقعات کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ نبوت میں ظاہر ہونے والے واقعات سے تعبیر لی ہے۔

اور چونکہ یہ لطیف ترین کشف تھا اسی لیے صحیح بخاری جلد ۴ میں واقعہ معراج کے بعد فَاسْتَيْقَظَ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ کے الفاظ ہیں کہ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حالتِ کشفی سے بیدار ہوئے اور آپ مسجد حرام میں تھے۔

خلاصۂ کلام یہ کہ حضرت مسیح کے رفع الی اللہ کی تعبیر رفع الی السماء کرنے سے بھی ان کا رفع جسمی ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ رفع کا فاعل خدا ہے اور خدا تعالیٰ کے رفع دینے سے مراد رفع جسمی نہیں ہوتی بلکہ رفع روحانی ہی ہوتی ہے۔